۷۶۹۰ بیت الاسلام مرکزی گوجرانوالہ 12/76

جلد ۱۷ تبلیغ ۱۳۵۵ ھش شمارہ ۲

فروری ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان آٹھ روپے
دیگر ممالک دو پونڈ

فی پرچہ ۷۵ پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۵ ہش

صفر ۱۳۹۶ ہجری - فروری ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ بچھتر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر ... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت ... دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۲

تبلیغ ۱۳۵۵ ہش

—— (۱) ——

جب مخالفت زوروں پر ہو۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ جنوری ۱۹۷۶ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"جب مخالفت زوروں پر ہو تو دو ذمہ واریاں خاص طور پر الٰہی سلسلوں پر عائد ہوتی ہیں ایک یہ کہ ہم اجتماعی اور انفرادی رنگ میں اپنا محاسبہ کریں اور اپنی کمزوریوں کی اصلاح کر کے خدا تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ دوسری ذمہ واری یہ عائد ہوتی ہے کہ ہم دعا کریں اور بے حد دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا جو مقصد بیان کیا ہے یعنی یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں بلند ہو اور اسلام کا دین تمام ادیانِ باطلہ اور تمام دیگر ازموں پر غالب آجائے۔ اللہ تعالیٰ اس مقصد کو اپنے فضل سے پورا فرمائے اور تمام مخالفتوں کے باوجود ہمیشہ ہماری نگاہ سیدھی اپنے مولیٰ کی طرف ہی رہے۔" (الفضل ۱۷ جنوری ۱۹۷۶ء)

الٰہی جماعتوں کی مخالفت کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں۔ ازل سے یہ ہوتا چلا آرہا ہے اور یہ

تقدیر خداوندی ہے۔ ابتلاء اور آزمائشیں الٰہی جماعتوں کی ترقی کے لئے آتے ہیں۔ ان کی تباہی کے لئے نہیں۔ قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے اور جب بندے ثابت قدمی دکھلتے ہیں۔ کوئی تکلیف انہیں جادۂ حق سے ہٹاتی نہیں۔ اور وہ کوہ استقامت بن جلتے ہیں۔ اور خدا کے سامنے اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اسی سے مدد طلب کرتے ہیں تو خدا کی رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی ڈھارس بندھاتا ہے۔ خدا نے لسو یزل فرماتے ہیں:۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ (حٰمٓ السجدہ آیت ۳۱)

شرط نیک تغیّر اور اس کے آستانہ پر گرنا ہے۔ اس نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

(آل عمران آیت ۱۴۰)

کہ مسلمانو کمزوری نہ دکھانا اور غم نہ کرنا اگر تم صاحبِ ایمان ہوئے تو بلند تمہی ہوگے صحابہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وھن کیا چیز ہے۔ ارشاد ہوا حبّ الدنیا وکراھیۃ الموت۔ (مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الرقاق باب تغییر الناس) دنیا کی محبت اور موت کو ناپسند کرنا وھن ہے۔ سچ یہ ہے کہ مومن موت سے نہیں ڈرتا وہ تو موت کو خوش آمدید کہتا ہے۔ یہ مادی بندھن اور مادی دنیا کا پردہ جب ہٹتا ہے تو اسے سامنے اپنے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ اسے خدا کا دیدار اور وصل نصیب ہوتا ہے۔ اور کون محبّ اپنے محبوب کا وصل اور قرب ناپسند کرتا ہے۔

مومن کو اپنی کسی طاقت پر ناز نہیں ہوتا۔ اس کی کوئی طاقت نہیں۔ وہ تو ایک کمزور حقیر کیڑا ہے وہ جب گھبراتا ہے تو جس طرح بچہ خوف اور محبت کی حالت میں اپنی ماں کی گود کی طرف لپکتا ہے۔ وہ اسے ہی پکارتا ہے اسی کا ملجاء اور ماویٰ۔ اس کی طاقت کا منبع وہ ذاتِ احدیت ہوتی ہے۔ اس کے سامنے دنیا کی ہر قوت ہیچ ہے۔ اور پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ لیکن اس کے لئے شرط نیک تغیّر ہے۔ خدا کی استقامت اس کے نیک بندوں کو ملتی ہے۔ مسیح پاک نے کیا خوب فرمایا ہے

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشف میں دیکھا کہ بھیڑوں کو نالی پر لٹایا ہوا ہے۔ قصاب نے ہاتھ میں چھری لی ہوئی ہے۔ اور وہ کہتا ہے تم ہو کیا گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہونا اور پھر اس قرآنی آیت کی پُرشوکت آواز آتی ہے۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ کہ تم دعا نہ کرو تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ گوہ کھانے سے مراد دنیا کی زخرفات پر منہ مارنا ہے۔ اکل حرام سے پرہیز نہ کرنا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے ایک آدمی خدا سے دعا کرتا ہے۔ ومطعمه حرام وملبسه حرام کہ حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہوتا ہے، لباس حرام کا ہوتا ہے۔ فانی يستجاب له۔ پس اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ غرضیکہ خدا کی نصرت حاصل کرنے کے لئے نیک تغیر بنیادی امر ہے۔ خدا کی نصرت متقیوں اور حقیقی مومنوں کو آتی ہے۔ اور وہ آڑے وقت میں ہی آتی ہے۔

ایک حدیث میں آیا کہ ایک صحابی باہر گئے انہوں نے ایک پرندے کے بچے پکڑ کر جھولی میں ڈال لئے۔ بچوں کی ماں مامتا سے مجبور اس کے سر پر منڈلانے لگ گئی۔ اس نے جھولی کھولی تو بچوں کی ماں سیدھی بچوں پر آگری۔ صحابی نے جھٹ جھولی بند کر لی۔ اور پھر حضور کی خدمت میں آکر یہ عجیب ماجرا عرض کیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں بچوں کی ماں کی محبت پر تعجب ہے۔ خدا کی قسم اللہ اپنے بندوں سے اس سے زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ جتنی اس ماں کو اپنے بچوں سے ہے۔ اس واقعہ میں عجیب امر اس صحابی کے لئے یہ تھا۔ کہ بچوں کی محبت میں ماں نے اپنی آزادی کو قربان کر دیا۔ یہی ہمارا پیارا آسمانی آقا کرتا ہے وہ اپنے بندوں کی مدد کو پہنچتا ہے۔ وہ خطرات میں ان کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ شرط یہ ہے ہم اس کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے وہ تعلق پیدا کر لیں جو بچوں کو اپنی ماں سے ہوتا ہے۔

آٹھویں صدی ایک مشہور صوفی ابراہیم ادھم ہوئے یہ بڑے عابد و زاہد تھے۔ خدا کی محبت کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے آرام و آسائش کو تیاگ دیا تھا ان سے کسی نے پوچھا۔ "حضرت سمجھ نہیں آتی درگاہ الٰہی میں دست طلب بلند کرتے ہیں تو ہماری دعا قبول نہیں ہوتی؟" آپ نے فرمایا۔

"وجہ صرف یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو جاننے کے باوجود اس کے احکام کی پیروی نہیں کرتے۔ اور اطاعت سے کوسوں بھاگتے ہو۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہوئے بھی تابعداری سے بعید ہو۔ اگر کبھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہو تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو لیکن شکر گذاری نہیں کرتے اور یہ جاننے کے باوجود کہ بہشت عابدوں و پرہیز گاروں کے لئے ہے لیکن اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور یہ بھی جانتے ہو کہ نافرمانوں اور گنہگاروں کے واسطے

دوزخ میں آگ کی زنجیریں ہیں۔ لیکن اس سے نہیں ڈرتے۔ اور باوجود یہ جاننے کے کہ شیطان ہمارا ظاہرا دشمن ہے لیکن بجائے عداوت کے اسے دوست رکھتے ہو اور یہ جانتے ہو کہ ایک دن ہم موت سے ہمکنار ہوں گے۔ لیکن اس کا سامان نہیں کرتے۔ اپنے بھائی بہن دیگر رشتہ داروں اور اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ کو اپنے ہاتھ سے سپردِ خاک کرتے ہو لیکن اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اور اپنے عیوب کو جانتے ہوئے بھی اس سے درگزر نہیں کرتے اور اس سے تائب نہیں ہوتے اور دوسروں کے عیوب دیکھ کر خود بھی اسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہو۔ اور جو شخص ایسے افعال کا بندہ ہو بھلا اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔" (تذکرۃ الاولیاء ص۱۰۰ و ص۱۰۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمودہ خطبہ جمعہ کا ایک ایک لفظ قابلِ غور ہے۔ نیک تغیر۔ خدا سے استمداد اور جادۂ حق پر رہنے کے لئے استقامت کی دعا، اور اپنے فرض سے پیار اور اس سے لگن کی طرف امام جماعت نے ہمیں پکارا ہے۔

"کشتی نوح" میں حضور نے جماعت کو جو تعلیم دی ہے اس کو ان ایام میں بار بار پڑھیں اور پھر اس کی روشنی میں اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔ خدا کے آگے عجز و نیاز سے گڑگڑائیں۔

پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

(۲)

نوّے سال قبل

آج سے نوّے سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر ایک عظیم فرزند کی خبر دی تھی۔ آریوں نے آپ سے اسلام کی صداقت پر کوئی نشان مانگا تھا۔ چالیس دن تک ہوشیارپور کی سرزمین پر خدا کے حضور عجز و نیاز کرنے کے بعد یہ رحمت کا نشان آپ کو دیا گیا خدا تعالیٰ نے آپ کی تضرعات کو سنا فرمایا:۔

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔۔۔۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا

اور دل کا حلیم ۔۔۔۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ۔۔۔۔ خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں لیکن خدا کی بات نہیں ٹل سکتی ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

چنانچہ ۱۸۸۹ء کو یہ نشان ظہور میں آیا۔ پیشگوئی کے مطابق یہ بچہ جلد جلد بڑھا۔ آپ انیس سال کے تھے کہ آپ کے عظیم والد سیدنا مسیح پاک علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ انیس سال کے اس نوجوان نے اپنے والد کے جسدِ مبارک کے قریب کھڑے ہو کر خدا سے عہد کیا۔ اگر ساری دنیا بھی آپ کو چھوڑ جائے تو میں اکیلا ہی آپ کے مشن کی تکمیل کروں گا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ آپ کے اس عہد کا ذکر ان اشعار میں فرماتی ہیں ؎

اک جوان منحنی اٹھا بعزمِ استوار ۔ اشکبار آنکھیں لبوں پہ عہد راسخ دلنشیں
شوکتِ الفاظ بھرائی ہوئی آواز میں ۔ کرب و غم میں بھی نمایاں عزم ایمان و یقیں
میں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی ۔ میں تیری تبلیغ پھیلا دوں گا بر روئے زمیں
زندگی میری کٹے گی خدمتِ اسلام میں ۔ وقف کر دوں گا خدا کے نام پر جانِ حزیں

اور چھ سال بعد جب آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی آپ کو ردائے خلافت پہنائی گئی۔ جماعت مارے غم کے نڈھال تھی خزانہ قریباً خالی تھا۔ کچھ اکابرین تنظیم جماعت سے الگ ہو گئے۔ اور ان کا ادعا یہ تھا کہ نوّے فیصد جماعت کے افراد ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن پھر دنیا نے دیکھا کہ خدا کی یہ بات کس شان سے پوری ہوئی کہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" خدا کے فضل اور اس کی تائید سے آپ کی قیادت کا ہر دن جماعت کے لئے عید کا دن ثابت ہوا اور رات شب برات۔ بیرونی اور اندرونی کئی فتنے اٹھے۔ لیکن مسیح پاک کے اس موعود فرزند نے ہر فتنہ کی کلائی مروڑ کر رکھ دی اور خدا کے فضل و کرم سے اس کی حشر برپا کر دینے والی آواز پر مخلصین نے لبیک کہا۔ وہ نکل گئے دیارِ غیر میں اور حسبِ خدائی تقدیر کے ماتحت وہ موعود فرزند اپنے

نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو بفضلہٖ تعالیٰ کیفیت یہ تھی کہ عالمِ احمدیت پر سورج غروب نہ ہوتا تھا۔ اُس کے مبارک عہد میں احمدیت کے پھریرے ہر ملک میں لہرا رہے تھے۔ انہوں نے وہ عہد پورا کر دکھایا اور دنیا شاہد ہے کہ ؎

کرنہیں سکتا کوئی انکار عالم ہے گواہ
جو کہا تھا اس نے آخر کر دکھایا بالیقیں،
صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول پہ ہارا نہیں،

آج تاریخ احمدیت کا ہر ورق شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے وہی مصداق تھے۔ ہمیں مسیحِ پاک کا زمانہ نصیب نہیں ہوا۔ لیکن اس مالک الملک کا احسان ہے کہ ہم نے مصلح موعود کا زمانہ پایا۔ اس نور کو دیکھا اور ان کی قیادت کا مشاہدہ کیا۔ ہم نے مسیحِ پاک کی دعاؤں کا ثمرہ دیکھا۔ ہم نے ام المومنین کی گود میں پلا ہوا وہ شیر دیکھا۔ ہم نے اس کی گرج سنی۔

۲۰ فروری ہمیں یہ نشان یاد دلاتی ہے۔ یقیناً یہ دن ایام اللہ سے ہے۔ ہم جہاں اس دن خدا کے حضور اگر گر حضرت مصلح موعود کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔ وہاں حضور کے ارشاد پر کاربند رہنے کا عہد کریں۔ جماعت کو وقتاً فوقتاً آپ نے جن باتوں کی تاکید کی اُس کا مطالعہ کریں۔ ہر انسان جو دنیا میں آیا اُس نے رخصت ہونا ہے۔ لیکن اگر اس کا مشن زندہ ہے تو اس کا صرف جسم ہم میں نہیں روحانی طور پر وہ زندہ ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو یقین ہے کہ خدا کے جو وعدے مسیح پاک سے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فضل سے خلافت کی بدولت ہمیں ملتے رہیں گے۔ اور خدا کا احسان ہے کہ جماعت آج پھر ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ جماعت کو اتفاق و اتحاد سے حبل اللہ کو تھامے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے جانے والے! تیرا عہد کتنا مبارک تھا۔ مسیح پاک کی امانت کو تو نے خوب نبھایا۔ خدا کی بے پایاں رحمتیں ہوں آپ پر۔ اور اے آنے والے! تجھے ردائے خلافت مبارک ہو تو اسی درخت کی سرسبز اور باراور شاخ ہے۔ اے حاملِ قرآن۔ اے مصلح موعود کے شیریں ثمر! ہم دست بہ دعا ہیں کہ آپ کا عہد بھی خدا کے فضلوں کو جذب کرنے کا موجب ہو۔ آمین

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بلیغ لیکچر

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمیں عصر کی نماز پڑھا کر تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب کچھ بیان کیا اس میں سے کوئی چیز آپ نے نہ چھوڑی۔ جو یاد رکھ سکا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا اس میں سے یہ ہے کہ دنیا سر سبز اور میٹھی ہے اور اللہ تعالےٰ تمہیں اس دنیا میں پہلی قوموں کا جانشین کرے گا۔ تاکہ دیکھے تم کیا کرتے ہو۔ سنو دنیا سے بچو اور عورتوں کے بارے میں بھی تقوےٰ اختیار کرو۔ آپ نے یہ فرمایا تھا کسی آدمی کو لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے۔ ابوسعیدؓ نے یہ بیان کیا تو رو پڑے اور کہا خدا کی قسم ہم نے کئی امور دیکھے لیکن ہم حق کہنے سے ڈر گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لیکچر میں فرمایا تھا۔ ہر غدّار کے لئے قیامت کے دن اس کی غداری کی نسبت سے جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ اور جماعت کے امام سے غدّاری سے بڑی غداری کوئی نہیں۔ امام سے غدّاری کرنے والے کا جھنڈا اس کے بیٹھ کے قریب نصب کیا جائے گا۔

اور اس دن جو ہمیں یاد رہا اس میں سے یہ بھی تھا کہ بنی آدم مختلف طبقات کے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو مومن پیدا ہوتا ہے پھر مومن ہی زندہ رہتا ہے اور اس پر موت بھی مومن ہونے کی حالت میں آتی ہے۔ اور ایک وہ ہے جو کافر ہی پیدا ہوتا ہے کافر ہونے کی حالت میں زندگی گزارتا ہے اور کافر ہی مرتا ہے۔ اور ایک وہ ہے جو مومن پیدا ہوتا ہے اور زندگی بھی ایمان میں گزارتا ہے لیکن مرتا کافر ہو کر ہے۔ اور ایک بنی آدم میں وہ ہے جو کافر پیدا ہوتا ہے اور زندگی بھی کافر ہونے کی حالت میں گزارتا ہے۔ اور مرتا ایمان کی حالت میں ہے۔

اور سنو ان میں سے وہ ہے جسے دیر سے غصہ آتا ہے لیکن جلد چلا جاتا ہے اور وہ بھی ہے جسے جلد غصہ آتا ہے اور جلد چلا جاتا ہے۔ یہ دونوں تو برابر ہو گئے۔ سنو ایک وہ ہے جسے جلد غصہ آتا ہے لیکن جاتا دیر سے ہے۔ سنو بہتر وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے اور جلد چلا جائے۔ اور بُرا وہ ہے جسے غصہ جلد آئے اور دیر سے جائے۔

اور سنو بنی آدم میں سے وہ بھی ہے جس کی قرض کی ادائیگی اچھی اور قرض کا مطالبہ کرتے وقت بھی وہ اچھا طریق اور رویہ اختیار کرتا ہے۔ اور ان میں سے وہ ہے جسکی ادائیگی بُری لیکن مطالبہ اچھا ہے اور ان میں سے وہ ہے جس کی ادائیگی اچھی اور مطالبہ کا طریق بھی اچھا ہے۔ سنو ان میں اچھا وہ ہے جس کی ادائیگی بھی اچھی اور مطالبہ بھی اچھا ہے۔ بُرا وہ ہے جسکی ادائیگی اور مطالبہ بھی بُرا ہے۔

اور سنو غضب یعنی غصّہ انسان کے دل میں ایک انگارہ ہے۔ یہ جو غصّہ کے وقت آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور رگیں پھول جاتی ہیں۔ یہ اسی سبب سے ہیں۔ پس جسے غصّہ آئے بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔

حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں عصر کے وقت یہ خطبہ شروع ہوا تھا قریباً غروبِ شمس تک یہ جاری رہا۔ ہم سورج دیکھتے تھے غروب ہوگیا یا ابھی کچھ باقی ہے۔ پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو دنیا سے نہیں باقی رہا مگر اتنا ہی جتنا یہ دن باقی رہ گیا ہے۔

(ترمذی ابواب الفتن باب ما اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ بما ھو کائنٌ الی یوم القیامۃ)

اس خطبہ میں دنیا اور عورتوں کے فتنہ سے بچنے کا ارشاد ہے۔

- غداری سے پرہیز کی تلقین ہے۔
- ایمان پر جینے اور اسی پر مرنے کا ارشاد ہے۔
- غصّہ میں نہ آنے کا حکم ہے۔ اگر آجائے تو اسے جلد تھوک دینے کا حکم ہے۔
- اگر قرض لیں تو بروقت ادائیگی کریں۔
- اگر قرض دیا ہے تو مطالبہ کا طریق مناسب اور مہذب ہو۔

حضرت مسیح پاک فرماتے ہیں:۔

"حقیقی شجاعت کی جڑ صبر اور ثابت قدمی ہے اور ہر ایک جذبہ نفسانی یا بلا جو دشمنوں کی طرح حملہ کرے اس کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنا اور بزدل ہو کر بھاگ نہ جانا یہی شجاعت ہے۔ سو انسان اور درندہ کی شجاعت میں بڑا فرق ہے۔ درندہ ایک ہی پہلو پر جوش اور غضب سے کام لیتا ہے اور انسان جو حقیقی شجاعت رکھتا ہے وہ مقابلہ اور ترکِ مقابلہ میں جو کچھ قرینِ مصلحت ہو وہ اختیار کر لیتا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ۵۰)

(کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

تب تیری دعا منظور ہوگی

" دنیا کا وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے ۔ ۔ جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہو گی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں ۔ ۔ ۔ اس چشمہ کے پیاسے بنو کہ پانی خود بخود آجائیگا اور اس دودھ کے لئے تم بچوں کی طرح رونا شروع کرو کہ دودھ پستان سے خود بخود اتر آئے گا۔ رحم کے لائق بنو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اضطراب دکھاؤ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے (کشتی نوح)

" انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دعا کے ساتھ مبداءِ فیض سے مدد طلب کرے تا اس چشمہ لازوال سے روشنی پا کر عمدہ تدبیریں میسر آسکیں ۔ ۔ ۔ ۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے۔ خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر دیتا ہے وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے" (ایام الصلح)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

وَاهًا لَّهُمْ قُتِلُوْا لِعِزَّةِ رَبِّهِمْ

(ان کے لئے آفرین ہو جو خدا کی عزت کے لئے قتل ہوئے۔)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دین کی اشاعت کیلئے جو بے مثال اور بے نظیر قربانیاں دیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

وَاهًا لِّاَصْحَابِ النَّبِيِّ وَجُنْدِهٖ
نبی کے لشکر اور آپ کے صحابہ پر آفرین
حَفَدُوْا اِلَيْهِ بِشِدَّةٍ وَّرَخَاءِ
دکھ سکھ میں آپ ہی کی طرف جھکے رہتے تھے۔

عُمِسُوْا بِبَرَكَاتِ النَّبِيِّ وَفَيْضِهٖ
نبی کی برکتوں اور فیض سے خواہشوں کو فنا کرکے
فِي النُّوْرِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الْاَهْوَاءِ
نور ہی نور میں غرق ہو چکے ہیں۔

قَامُوْا بِاَقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهٖ
رسولؐ کے قدموں کے ساتھ جنگوں میں قائم ہوئے
حَضَرُوْا جَنَابَ اِمَامِنَا لِفِدَاءِ
ہمارے امام کی جناب میں فدا ہونے کو حاضر ہوگئے

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِيْ حُبِّهِمْ
مردوں کا خون محبت کے صدق سے
تَحْتَ السُّيُوْفِ أُرِيْقَ كَالْاَطْلَاءِ
تلواروں کے نیچے بہہ گیا جیسے ہرنوں کے بچوں کا

بَلَغَ الْقُلُوْبُ اِلَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً
دکھوں سے دل حلق تک پہنچ جاتے تھے۔
فَتَخَيَّرُوْا لِلّٰهِ كُلَّ عَنَاءِ
وہ تمام مصیبتیں خدا کی راہ میں اختیار کرتے ہیں

دَخَلُوْا حَدِيْقَةَ مِلَّةٍ غَرَّاءِ
دین روشن کے باغ میں جو چشمہ شیریں والا
عَذْبِ الْمَوَارِدِ مُثْمِرِ الشَّجْرَاءِ
اور گھنے درختوں والا تھا داخل ہوگئے۔

وَفَنُوْا بِحُبِّ الْمُصْطَفٰى فَبِحُبِّهٖ
حبِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا ہوگئے اور اسکی محبت
قُطِعُوْا مِنَ الْاٰبَاءِ وَالْاَبْنَاءِ
کے باعث بھائیوں اور باپ دادوں اور بیٹوں سے منقطع ہوگئے

قَبِلُوْا لِدِيْنِ اللّٰهِ كُلَّ مُصِيْبَةٍ
تمام مصیبتیں دین کی راہ میں قبول کرلیں۔
حَتّٰى رَضُوْا بِمَصَائِبِ الْاِجْلَاءِ
یہاں تک کہ جلاوطنی کی مصیبت بھی خوشی سے برداشت کی

نَهَبَ اللِّئَامُ نُشُوْبَهُمْ فَمَلِيْكُهُمْ
کمینوں نے ان کی جائداد لوٹ لی اور خدا نے ان کو
اَعْطٰى جَوَاهِرَ حِكْمَةٍ وَّضِيَاءِ
نور اور حکمت کے جواہرات عطا کئے۔

وَاهًا لَّهُمْ قُتِلُوْا لِعِزَّةِ رَبِّهِمْ
ان کے لئے آفرین ہو خدا کی عزت کیلئے قتل ہوئے
مَاتُوْا لَهٗ بِصَدَاقَةٍ وَّصَفَاءِ
اور صدق وصفا سے موت کو قبول کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی

(اے محبت تو نے عاشقوں کی ایک عجیب حالت ظاہر کی۔)

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی　　زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی

اے محبت تو نے عاشقوں کی ایک عجیب حالت ظاہر کی۔ ان کے لئے تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کر دیئے۔

ہمہ مجموع دو عالم تو پریشاں کردی　　ہمہ عشاق، تو سرگشتہ و حیراں کردی

دونوں جہان کے مجموعہ کو تو نے پراگندہ کر دیا۔ اور سب عاشقوں کو تُو نے دیوانہ اور حیران کر دیا۔

ذرّہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید　　اے بسا خاک کہ چوں ماہ نمایاں کردی

ایک تجلی سے تو ذرہ کو سورج کی طرح بنا دیتی ہے اور بہت دفعہ ہماری طرح کی خاک کو تُو نے چمکتا ہوا چاند بنا دیا۔

وہ چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوۂ فیض　　درِ رفتن بزدی آمدن آساں کردی

واہ وا تو نے کیسا معجزہ دکھایا کہ فیضان کی ایک تجلی سے جانے کا دروازہ بند کر دیا۔ اور آنا آسان کر دیا۔

ہوشمندانِ جہاں را تو کنی دیوانہ　　اے بسا خانۂ فطنت کہ تو ویراں کردی

دنیا کے عقلمندوں کو تو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ اور بہت سے عقلمندوں کے گھروں کو تُو نے ویران کر دیا۔

جانِ خود کس ندہد بہر کس از صدق و وفا　　راست اینست کہ ایں جنس تو ارزاں کردی

کوئی کسی کے لئے اپنی جان عشق اور وفاداری کے ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس جنس کو تو نے بہت سستا کیا ہے

بر تو ختم است ہمہ شوخی و عیّاری و ناز　　ہیچ عیّار نباشد کہ نہ نالاں کردی

شوخی، چالاکی اور ناز سب تجھ پر ختم ہیں۔ کوئی ہوشیار آدمی ایسا نہ ہوگا جسے تُو نے رُلا نہ دیا ہو۔

ہر کہ در مجمرت افتاد تو بریاں کردی　　ہر کہ آمد بر تو شاد تو گریاں کردی

جو تیرے آتشدان میں گرا تو نے اسے بھون ڈالا۔ جو تیرے پاس خوش خوش آیا تو اُسے رُلا کر چھوڑا۔

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم　　اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی

پر بھی جب تک دیوانہ نہ ہو گئی میرے ہوش ٹھکانے نہ ہوئے اے جنونِ عشق تجھ پر قربان! تُو نے کتنا احسان کیا۔

اے تپِ عشق بایزد کہ بدیں خونخواری　　کافر استی مگرم مردِ مسلماں کردی

اے تپِ عشق خدا کی قسم کہ اس خونخواری کے باوجود اگرچہ تو کافر ہے لیکن مجھے تُو نے مسلمان بنا دیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے حسن سلوک

لیا ظلم کا عفو سے انتقام ۔ عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

دشمنوں سے حسن سلوک ۔

اپنوں سے حسن سلوک چنداں مشکل نہیں لیکن جن سے اذیت پہنچی ہوئی ہو جنہوں نے دل دکھایا ہو جنہوں نے چرکے لگائے ہوں ان سے حسن سلوک کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اس کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے، حوصلہ کی ضرورت ہے۔ خدا کے نیک بندے دوستوں اور دشمنوں سے حسن سلوک کسی معاوضہ کی نیت سے نہیں کرتے وہ تو اس لئے ان سے حسن سلوک کرتے ہیں کہ یہ ان کے پروردگار کی مخلوق اور عیال ہیں۔ وہ بدی کے بالمقابل نیکی کرتے ہیں۔ وہ سختی کا جواب نرمی سے دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اخلاق اور نیک سلوک ان کے دل موہ لیتے ہیں۔ دشمن فدائی بن جاتے ہیں۔ بیگانے اپنے ہو جاتے ہیں۔ خون کے پیاسے جان چھڑکنے لگتے ہیں۔

دشمنوں کے لئے عفو عام اور دعا ۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چچا کا کلیجہ چبانے والی ہندہ کو معاف کر دیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو معاف کر دیا۔ خیبر کی زہر دینے والی یہودیہ کو معاف کر دیا۔ جنگل میں قتل کا ارادہ کرنے والے دعثور سے بھی درگذر فرمایا۔ سر کاٹنے کے ارادہ سے تعاقب کرنے والے سراقہ کو بھی لکھ کر امان دی۔ بائیکاٹ کرنے والے جب قحط کا شکار ہوئے تو ان کے آسمانی آقا سے بارش طلب کی۔ پتھر برسانے والوں کے لئے ہدایت کی دعا کی۔ میرے آقا محمد نے دکھ اٹھا کر سکھ پہنچایا۔ خون بہانے والوں کی نسلوں کے لئے دعا کی۔ جو آپؐ کی موت کے خواہاں تھے ان کے لئے دائمی زندگی چاہی۔

مکہ میں مخالفت کا سرغنہ عمرو بن ہشام تھا جس کی کنیت ابوجہل تھی۔ یہ کفار قریش کا سردار تھا۔ حضورؐ کو اذیت دینے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن میرے آقا اس دشمن کے لئے اپنے آسمانی آقا سے

ملتجی ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ اسے سعادتِ دارین سے حصہ وافر عطا فرمایا یعنی اسے اسلام کی توفیق بخش۔ اگر اس کے نصیب میں ہدایت ہوتی۔ اگر اس کی کشت میں نمی ہوتی۔ اگر یہ اسلام قبول کر لیتا تو یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلاتا۔ چودہ سو سال کے مسلمانوں سے دعائیں لے رہا ہوتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے دین اور دنیا سدھر جانے کی بھی دعا کی۔ میں جب اس پر غور کرتا ہوں میرا دل و دماغ میرے آقا کی بے پایاں رحمت اور شفقت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ میرے آقا نے خدائے برحق سے رحمۃ للعالمین کا خطاب یونہی تو نہیں پایا تھا۔

مکہ میں مخالفین نے باہم معاہدہ کے ذریعہ آپ کا کھانا پینا بند کیا۔ آپ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔ ڈھائی سال تک یہ ظلم مکہ والوں نے جاری رکھا۔ بچوں کو بلکتا دیکھ کر ان کے دل نہ پسیجے۔ لیکن جب خدائے قہار نے انہیں قحط سے پکڑا تو ابوسفیان بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ محمد تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ خدا سے دعا کرو یہ مصیبت دور ہو جائے۔ اور رحمتِ مجسم محمد نے فوراً اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور خدائے مجیب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سن لی۔ اور قریش کو اس مصیبت سے نجات دی۔

سر کاٹنے کا ارادہ کرنے والے کو امان۔

اہلِ مکہ نے آپ کا مکہ میں رہنا دوبھر کر دیا۔ وہ خدائے برحق کی تبلیغ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ شراب کے رسیا، جوئے کے عادی، زنا کے دلدادہ آخرت کا ذکر کیونکر سنتے۔ ان سب نے مل کر آپ کو قتل کرنے کی ٹھانی۔ آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اذنِ الٰہی سے آپ گھر بار چھوڑ کر مکہ پر الوداعی نظر ڈالتے ہوئے مدینہ روانہ ہو گئے۔ کفار نے یہ اعلان کر دیا کہ جو محمد یا اس کا سر لائے اسے سو اونٹ انعام دیا جائیگا۔ انعام کا لالچی سراقہ حضور کا تعاقب کرتا ہے۔ لیکن جب محمد کا خدا اسے سبق سکھاتا ہے اور اس کا گھوڑا زمین میں دھنس جاتا ہے۔ تو سراقہ حضور سے امان طلب کرتا ہے۔ حضور اسے امان ہی نہیں دیتے۔ آئندہ کے لئے خوشخبری بھی سناتے ہیں۔

دشمن کو پانی سے نہ روکو۔

بدر کے میدان میں دشمن پہلے پہنچتا ہے۔ وہ جنگی نقطۂ نگاہ سے بہتر جگہ پر ڈیرے ڈال دیتا ہے۔ پانی کے چشمہ پر مسلمان پڑاؤ ڈالتے ہیں۔ خشک چشمہ سے حضور کی دعا اور توجہ سے پانی ابلنے لگتا ہے۔ بارش

مزید کمی دور کردیتی ہے۔ دشمن پانی کی تلاش میں چشمہ پر آتے ہیں۔ صحابی پانی سے روکنا چاہتے ہیں۔ رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہ روکو پانی پینے دو۔ اور تاریخ کہتی ہے۔ ان پانی پینے والوں میں سے صرف ایک بچا تھا۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا۔ جو اس دن کو یاد کرکے کہا کرتا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے بدر کے دن مجھے بچایا اور وہ تھے حکیم بن حزام۔

قتل کا ارادہ کرنے والوں کو معاف کردیا۔

حدیبیہ کے موقعہ پر کفار نے اسی افراد کو بھیجا کہ وہ حدیبیہ جائیں اور لشکر کے اردگرد چھپے رہیں۔ جب موقعہ ملے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کردیں۔ یہ تنعیم پہاڑ سے اترے۔ مسلمانوں کو پتہ چلا اور پکڑے گئے۔ لیکن رحمۃ للعالمین نے انہیں معاف کردیا۔

یہ واقعہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ تین ہجری میں حضور ایک غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ دوپہر کا وقت، عرب کی گرمی، ساڑھے چار سو صحابہ مختلف درختوں کے سایہ میں بکھر گئے۔ حضور نے پسینہ کی وجہ سے قمیص اتار کر خشک ہونے کے لئے ڈال دی۔ تلوار بھی کھول دی۔ آنکھ لگ گئی۔ تو دیکھا دعثور نامی کافر تلوار سونت کر قتل کے ارادہ سے کھڑا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ اب آپ کو کون مجھ سے بچا سکتا ہے۔ آپ کے خدا نے جس نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا آپ کو بچالیا اور جب حضور کے ہاتھ میں تلوار آئی اور وہ حضور کے رحم و کرم پر تھا۔ تو خدا کی مجسم رحمت نے اسے بھی معاف کردیا۔

غلبہ کے وقت بھی معاف کردیا۔

بے چارگی میں دشمن کو معاف کرنے سے زیادہ شاندار وہ معاف کرنا ہے۔ جب دشمن پر پورا غلبہ مل جائے جب دشمن آپ کے رحم و کرم پر ہو۔ جب اسے کوئی دنیوی طاقت بچانے والی نہ ہو۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وہ دن بھی آیا۔ جب دشمن آپ کے رحم و کرم پر تھا۔ جب خون کے پیاسے آپ کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑے تھے۔ جب ظلم توڑنے والے یہ سمجھتے تھے کہ آج ان کے ظلم کا پورا پورا حساب چکا دیا جائے گا۔ اور اکیس سال کے سارے مظالم ان کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ ابھی بلال زندہ تھے۔ عمار موجود تھے۔ جنہیں ان کے آقا کوڑوں سے پیٹتے تھے۔ شائد وہ آج انتقام کی امید بھی رکھتے ہوں۔ لیکن سرکار دوعالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا حسین انتقام لیا کہ دشمن جان نثار بن گئے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے والے آپ کے قدموں میں آگرے۔ حضور کے سلوک نے دل جیت لیے۔ اور وہ حسن سلوک یہ تھا کہ آپ نے اعلان فرمایا

تم پر کوئی تنگی، گرفت اور لعن طعن نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔ اور اسی موقعہ پر ہندہ ابوسفیان کی بیوی کو بھی آپ نے معاف فرمایا جس نے اُحد کے میدان میں حمزہؓ کی لاش کی شکل بگاڑ دی تھی۔ ناک کان کاٹ لئے تھے۔ اور پیٹ چاک کر کے کلیجہ چبایا تھا اور ابوجہل کے بڑے بیٹے عکرمہؓ نے بھی حضورؐ کے عفو عام سے حصہ پایا۔ ابوجہل کے حق میں وہ بھی دعا بھی قبول ہوگئی۔ ابوجہل کی نسل سے جو دعا کا مستحق تھا اسے دعا پہنچ گئی اور حضورؐ کی وہ خواب بھی پوری ہوگئی کہ جس میں حضورؐ نے ابوجہل کے ہاتھ میں جنت کے انگوروں کا خوشہ دیکھا تھا۔ وہ خوشہ یہی عکرمہؓ تھا۔

ایک شخص حضورؐ کی ہجو کرتا تھا۔ وہ پکڑا گیا۔ عرض کیا حضور اُس کے سامنے کے دانت نکال دیئے جائیں تا جب آئندہ ہجو کے لئے کھڑا ہو تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے تقریر کرنے کی بجائے سیٹی بج جایا کرے اور اسے خفت کا منہ دیکھنا پڑے۔ فرمایا اگر میں کسی کا مثلہ کروں تو خدا میرا مثلہ کرے۔

طائف کے مکینوں کے لئے دعا۔

طائف کے لوگوں نے پتھر برسائے۔ خدا کے برگزیدہ نبی کو لہولہان کر دیا۔ خدا کے نبی جن کو ہدایت پہنچانے گئے تھے جن کی جھولیوں کو علم و معرفت کے موتیوں سے بھرنے گئے تھے۔ رحمت خداوندی سے مالا مال کرنے گئے تھے۔ انہوں نے استہزا اور تمسخر کیا اور اوباش پیچھے لگا دیئے۔ جنہوں نے تین میل تک آپؐ کا پیچھا کیا اور پتھر برسائے۔ خدا کا فرشتہ ان نادانوں پر عذاب کی اجازت چاہتا ہے۔ لیکن خدا کا نبی ان کے لئے ہدایت کی دعا کرتا ہے۔ خدا کے نبی کی دعا سے طائف کی زرخیز وادی بچ گئی۔ ورنہ اس کی زرخیزی رخصت ہو جاتی۔ اور یہ زمین آنے والوں کے لئے عبرت کا سامان مہیا کرتی۔

مخالفوں کے لئے رحمت کی دُعا۔

طفیل دوسی نے اپنے قبیلے کی سخت دلی کے باعث حضور سے بد دعا کی درخواست کی۔ تو فرمایا اے اللہ اس کے قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔ اور انہیں اسلام کے قدموں میں لے آ۔ خباب بن ارت نے حاضر ہو کر اپنی کوئلوں سے جلی ہوئی پشت دکھا کر کفار کے لئے بد دعا کی درخواست کی تو رحمۃ للعالمین کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا۔ ایک صحابی نے حاضر ہو کر مخالفوں پر لعنت بھیجنے کی درخواست کی تو فرمایا میں لعنت بھیجنے والا بن کر نہیں آیا۔ ابوھریرہؓ نے والدہ کی بد زبانی کی شکایت کی۔ تو ان کی والدہ کے لئے ہدایت کی دعا کی۔

عبداللہ بن ابی بن سلول جو مدینہ میں منافقوں کا سردار تھا اور ہر نازک موقعہ پر اس نے مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنے کی کوشش کی تھی۔ ازواج مطہرات پر گندے الزامات لگائے تھے اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ جب مرا تو حضورؐ جنازہ کے لئے تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ اس نے یہ کیا تھا یہ کہا تھا۔ اور عرض کی کیا اللہ نے یہ نہیں کہا تھا کہ اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کریں گے تو وہ انہیں معاف نہیں کرے گا۔

ارشاد ہوا عمر! میں ستر سے زیادہ بار اس کے لئے بخشش طلب کر لوں گا۔

خدا کی بے شمار رحمتیں ہوں اس وجود پر جو دنیا میں رحمت مجسم بن کر آیا۔ جس کی رحمتوں سے اپنوں نے بھی حصہ پایا اور بیگانوں نے بھی۔ دوستوں نے بھی اور دشمنوں نے بھی۔ جو عورتوں کے لئے بھی رحمت تھے اور بچوں کے لئے بھی۔ جو انسانوں کے لئے بھی رحمت تھے اور جانوروں کے لئے۔ سچ ہے رحمۃ للعالمین تھے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام اپنی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خلق کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

"ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہوگئے چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مال سے مالامال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے دشمنوں کو بخش دیا چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز نہیں دکھلا سکتا۔" کیا خوب کہا ایک عاشق رسول نے

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال ؛ وہ سب آپ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال ؛ ہر اک رنگ میں بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام ؛ علیک الصلوٰۃ علیک السلام

شذرات

امریکہ سے ایک خبر

نوائے وقت ۲۰ جنوری کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے:۔

نیویارک ۱۹ جنوری (ڈپ ا) امریکہ میں سگریٹ نوشی کے خلاف نفرت بڑھتی جارہی ہے۔ اوراب اس نے کم وبیش ایک باقاعدہ مہم کی شکل اختیار کرلی ہے۔ امریکہ میں بسوں اور ٹرینوں میں سگریٹ نوشی کو ممنوع قرار دیا جا چکا ہے..... امریکہ میں سگریٹ نوشی کے خلاف مہم جس شدت سے زور پکڑ رہی ہے اس کی بدولت کچھ عرصہ بعد لوگ شاید صرف بند کمروں میں سگریٹ پی سکیں گے۔" (نوائے وقت ۲۰ جنوری ص۸ کالم ۵)

خدا کے برگزیدہ رسول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ کسی آدمی کے اسلام کی یہ خوبی ہے کہ وہ اس امر کو چھوڑ دے جو اس کے لئے بے سود ہے قرآن پاک میں مومنوں کی ایک علامت یہ بیان کی۔ ھم عن اللغو معرضون کہ مومن بے فائدہ بات سے اعراض کرتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت مسیح پاکؑ تمباکو نوشی کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"یہ ایک لغو چیز ہے اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے۔" (ملفوظات جلد نہم ص۲۰۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بار بار جماعت کو اس سے اجتناب کی تلقین فرمائی اور آپ نے یہاں تک فرمایا تھا کہ اگر کوئی باپ یہ بُری عادت نہیں چھوڑ سکتا تو اپنے بچوں کے سامنے نہ پیئے۔ قادیان میں دکانوں سے حقّے اٹھائے گئے۔ شارع عام میں تمباکو نوشی کو روکا گیا۔ جس بُرائی سے ہمارے راہ نماؤں نے ہمیں بہت پہلے روکا تھا آج دنیا اس کے مضرات کو محسوس کرکے اس کے خلاف تحریک چلا رہی ہے۔

ایک غریب قوم جس کا ایک ایک پیسہ قیمتی ہے۔ جس کی ساری توانائی ساری صلاحیتیں، تمام ہمتیں، تمام دولت اشاعتِ اسلام کے لئے ہے وہ دھوئیں کے مرغولے میں اپنی دولت کیسے اڑا سکتی ہے۔ ہمارے لئے وہی راہ اور لائنیں درست ہیں جن پر ماموِر زمانہ اور خلفائے جماعت ہمیں چلانا چاہتے تھے۔ ضرورت ہے کہ بار بار جماعت کے نوجوانوں کے سامنے ماموِر زمانہ کے ارشادات اور حضرت مصلح موعودؓ کی اس بارہ میں

تحریروں کو رکھا جائے تا ہماری آئندہ نسل اس لغو عادت سے بکلی بچ سکے۔

خود کردہ را چہ علاج۔

۷ار جنوری کے اداریہ میں زیر عنوان "غیر ممالک کے لئے پاکستانی" معاصر نوائے وقت رقمطراز ہے۔

"مشرق وسطیٰ بالخصوص عرب ممالک میں تیل کی دولت کے طفیل ایک انقلاب آ رہا ہے ان ممالک کو اپنی ترقیاتی کاوشوں کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی افرادی قوت کی ضرورت ہے جس کے لئے وہ اسلامی ناطے میں سب سے پہلے پاکستان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حکومت پاکستان کی طرف سے ان کی ضروریات کی تکمیل کے بارے میں بالعموم سرد مہری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ پاکستان سے مایوس ہو کر وہ بھارت اور دوسرے ممالک کی جانب دیکھتے ہیں اور اس طرح اپنے مسلمان پاکستانی بھائیوں کی بجائے ہندو، عیسائی اور دوسرے غیر مسلم بھرتی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ بھارت نے تو عرب ممالک کی یہ درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ انہیں صرف مسلمانوں کی خدمات مہیا کی جائیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب سعودی عرب جیسے اسلامی معاشرہ میں بھی ہندو اور سکھ پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔ ہماری سرد مہری کا ایک اور نقصان یہ ہوتا ہے کہ بھارت کو ان مسلم ممالک میں اپنے مخصوص پاکستان دشمن سیاسی و ثقافتی پروپیگنڈے وسیع کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔"

اس عبارت کا ایک ایک نقطہ درس عبرت ہے۔ اپنی غلطی اور کوتاہی بھی حکومت کے سر تھوپنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک جماعت جو تصور پاکستان کے خلاف تھی اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کی جماعت کے افراد کے علاوہ کوئی فرد عرب ممالک میں بالخصوص جانے نہ پائے۔ اور تمام دولت دونوں ہاتھوں سے وہی اکٹھی کریں۔ اس کے لئے انہوں نے پہلے تو اپنے کو صالح کہا۔ پھر کوشش کر کے اسلام کا درد رکھنے والوں کو غیر مسلم کہہ کر بعض عرب ممالک کے دروازے ان پر بند کرائے۔ اس غلط روی کا نتیجہ جو ظاہر ہوا تو اس پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؎

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا ...

میاں عبد الرشید صاحب نوائے وقت ۷ار جنوری میں مسلمانوں کی باہمی چپقلش اور ایک دوسرے کو کافر قرار دینے

کی قباحت کا ذکر کرنے کے بعد اپنے مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"راقم الحروف کی اپیل علماء سے زیادہ عوام سے ہے۔ علماء کے ذہن سالہا سال تک مکتب فکر کے سانچوں میں پڑے رہنے کے باعث متحجر ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے دوسروں کا نقطۂ نگاہ سمجھنا مشکل ہے"۔

لفظ متحجر جو مضمون نگار نے استعمال کیا ہے اس کے معنی ہیں ان کا فکر پتھر کی مانند جامد ہو گیا ہے۔ جس کے باعث وہ دوسروں کا نقطۂ نظر سمجھنے سے قاصر ہیں۔ رونا صرف اس بات کا نہیں کہ وہ دوسروں کا نقطہ نگاہ سمجھنے سے قاصر ہیں بلکہ مزید برآں مصر ہیں کہ دوسروں کا نقطہ نگاہ بھی وہی قبول کیا جائے جو یہ کہیں۔

افریقہ میں مذاہب

یہ ۱۹۶۷ء کا واقعہ ہے میں بیروت کی یونیورسٹی جامعہ بیروت العربیہ کی لائبریری میں گیا۔ خیال کیا دیکھنا چاہیئے کہ اس لائبریری میں احمدیت کا ذکر کن کتب میں ہے۔ میں نے دو کتابیں نکالیں ایک کا نام تھا "المدیانات فی افریقیا السوداء" کہ "تاریک افریقہ میں مذاہب"۔ یہ کتاب مستشرق "ھوبیر و یشان" نے لکھی ہے جس کا ترجمہ احمد صادق حمدی نے کیا جو مدیر معارف الکویت تھا۔ مؤلف سولہ کتب کا مصنف ہے۔ مؤلف نے تمام افریقہ میں گھوم پھر کر افریقہ کے قبائل کی عادات مذہبی تصورات اور رسوم پر یہ کتاب تالیف کی۔ اس کتاب میں ایک باب مصنف نے یہ قائم کیا ہے۔ "المناطق الاسلامیہ فی الوقت الحاضر" کہ موجودہ وقت میں اسلامی علاقے۔ اس باب میں کتاب کے صفحہ ۱۳۶ پر مصنف نے احمدیت کا ذکر کیا ہے مصنف نے اس میں بیان کیا ہے کہ اب افریقہ کے بعض علاقوں میں احمدیت اپنے پیر جما رہی ہے اور عیسائیت کے مقابلہ میں انہیں خاصی کامیابی ہو رہی ہے۔

مصنف کی اس کتاب کا ترجمہ دار الکتب المولی نے کیا۔ کتاب کے مطالعہ سے جو تاثر نمایاں ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ آج کوئی غیر جانبدار مصنف افریقہ میں اسلام کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مساعی کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ مؤلف نے عیسائیت کی اشاعت کے سلسلہ میں بعض پادریوں کی عظیم قربانی اور تکالیف کی برداشت کا ذکر کیا ہے۔ وقت آئے گا افریقہ کی مذہبی تاریخ پر آئندہ لکھنے والا مؤرخ احمدی مبلغ مولوی نذیر احمد علی صاحب کی مساعی کا ذکر نظر انداز نہیں کر سکے گا۔ جنہوں نے آخری بار جاتے ہوئے یہ الفاظ احمد نگر میں کہے تھے۔ نوجوانو! ہماری قبریں تمہیں دعوت دیں گی۔ اس "رجل عظیم" نے یہ الفاظ دل کی گہرائیوں سے کہے تھے اور اسے پورا کر دکھایا۔ آج افریقہ کی سرزمین میں اس مجاہد کی قبر موجود ہے جس نے افریقہ جاتے ہوئے یہ الفاظ دہرائے تھے۔ میں وہاں مروں گا میں وہاں مروں گا۔ ؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ماؤزے تنگ نے کہا

چین کے وزیر اعظم چو۔این۔لائی کی یاد میں پاکستان نیشنل سنٹر لاہور میں جو جلسہ ہوا اس میں تقریر کرتے ہوئے پنجاب کے فنانس منسٹر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کہا:۔

"ایک پاکستانی زائر نے ماؤزے تنگ سے پوچھا کیا آپ نے قرآن پڑھا ہے۔ ماؤزے تنگ نے کہا تم نے صرف قرآن پڑھا ہے ہم اس پر عمل کر رہے ہیں"

(پاکستان ٹائمز ۱۸ جنوری ۱۹۷۶ء صفحہ کالم ۷۔۸)

اس سے قبل راقم الحروف نے یہ سنا کہ کسی پاکستانی لیڈر نے صدر چین ماؤزے تنگ سے پوچھا آپ کی ترقی کا کیا راز ہے، انہوں نے جواب دیا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔

قرآن خدائے لم یزل کی آخری اور کامل شریعت ہے وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس پر عمل کر کے دین و دنیا میں ہم فلاح پا سکتے ہیں۔ اس کی تعلیم کو اپنا کر ہم ایک مثالی معاشرہ و مملکت کی تشکیل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم قرآن پر عمل کریں تو ہماری سوچ یہ ہوگی کہ حاکم حقیقی خدا ہے اور حکومت اور عہدہ خدا کی ایک امانت ہے جس کی وجہ سے ہم خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ یہ تصور ہر وقت ہر حاکم کو ترساں و لرزاں رکھے گا فرمایا:۔ تَبَارَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (زخرف آیت نمبر ۸۶)

بڑی برکتیں بخشنے والی ہے وہ ہستی جس کے لئے زمین و آسمان اور جو ان دونوں کے درمیان ہے کی بادشاہت ہے اور قیامت کا علم اسی کو ہے۔ اور اسی کے حضور تم لوٹائے جاؤ گے۔

انسان کو قومی مال میں یہ تصور دیانت دار رکھ سکتا ہے اور حاکم اپنے آپ کو بیت المال کا صرف خازن اور امین سمجھے گا اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات سے سرمو انحراف اور تجاوز نہ کرے گا قرآن پر عمل ہمیں مجبور کرے گا۔ کہ ہم ہر فرد مملکت کے لئے بنیادی ضروریات بہم پہنچائیں۔ ہمارا ملک مثالی جنت تب بنے گا جب ہر فرد بشر کو پیٹ بھر کر کھانا میسر ہوگا۔ تن ڈھانکنے کے لئے لباس میسر ہوگا۔ سر چھپانے کے لئے مکان حاصل ہوگا۔ فرمایا۔

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ (طٰہٰ)

تیرے لئے مقدر ہے کہ تو بھوکا اور ننگا نہ رہے نہ تو پیاسا رہے اور نہ دھوپ میں چلے۔

قرآن پر عمل یہ ہے کہ دولت، برادری، رنگ یا نسل کی بنا پر معاشرہ میں طبقات نہ ہوں۔ بحیثیت انسان سب افراد مملکت مساوی ہیں فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات آیت ۱۴)

کہ اے لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ تم کو گروہوں اور قبائل میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ تمیز ہو سکے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

اگر قرآن پر ہم عمل کریں تو دولت کے اکتناز سے پرہیز کریں گے، ناجائز ذرائع سے اسے کبھی حاصل نہ کریں گے منافع اندوزی ہمارا مقصد نہ ہوگا۔ اسے ہم صحیح جگہ خرچ کریں گے، اور قوم کے پسماندہ طبقہ کی بہبود ہمیشہ ہمارے پیش نظر ہوگی۔ فرمایا:۔

هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ۖ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد آیت ۳۹)

سنو تم وہی لوگ ہو جنہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو بخل کرتے ہیں۔ اور جو بھی بخل سے کام لیتا ہے وہ اپنی جان ہی کے متعلق بخل سے کام لیتا ہے۔ ورنہ اللہ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم راہ خدا میں خرچ کرنے سے پھر جاؤ گے تو وہ تمہاری جگہ اور قوم کو بدل کر لے آئے گا۔ پھر وہ تمہاری طرح نہیں کریں گے۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ (النور آیت ۳۹)

ان غلاموں کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تم کو دیا ہے۔

قرآن کہتا ہے ہر آدمی کام کرے اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دو۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتائج ظاہر کرے گا۔

فرمایا۔ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی (نجم آیت ۴۰-۴۱)
کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے اور انسان اپنی کوششوں کا نتیجہ ضرور دیکھے گا۔

قرآن پر افراد عمل کریں تو قوم میں مکمل اتحاد و اتفاق ہوگا۔ اور وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط ہوں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف آیت نمبر ۵)
کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو خدا کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

قرآن پر عمل کرتے ہوں گے تو معاشرہ میں فحش اور اشاعت فحش سے مکمل پرہیز کرنے والے ہوں گے۔ گناہ کے کاروبار پر مکمل پابندی ہوگی۔ اور اس کی سزا ایسی سخت ہے کہ کوئی شخص اس کی جرأت نہ کرے گا۔ کسی فرد کو کسی کی عزت پر حملہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (النور آیت ۲۰)
جو لوگ مومنوں میں فحش کی اشاعت کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے

دوسری جگہ فرمایا۔ بےحیائی اور بدی کی تلقین کرنے والا شیطان ہے۔
فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (النور آیت ۲۲)
شیطان بےحیائی اور بدی کی تلقین کرتا ہے۔

قرآن زانی کی سزا یہ تجویز کرتا ہے۔
اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
(سورۃ النور آیت ۳)
زانی مرد اور عورت کو بے دریغ سو سو کوڑے سزا علی رؤس الاشہاد دی جائے اور اس میں

کسی قسم کی نرمی نہ برتی جائے۔

چین سے آنے والے بتاتے ہیں کہ وہاں جنسی بے راہ روی کی سزا سخت ترین ہے۔ اے کاش مسلمان ملکوں سے یہ گناہ کے بازار کوئی بند کروا سکے۔

قرآن پر عمل یہ ہے کہ کسی پر آوازے کسنے کی اجازت نہ ہوگی۔ کسی کو بُرے لقب سے یاد نہ کیا جائے گا کسی کی تحقیر نہ کی جائے گی۔ قرآن اپنے پڑھنے والوں کو تلقین کرتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۝ (الحجرات ۱۲)

اے ایماندارو کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کرے۔ ممکن ہے کہ وہ اس سے اچھی ہو۔ اور نہ کسی قوم کی عورتیں دوسری قوم کی عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ہو سکتا ہے کہ دوسری قوم کی عورتیں ان سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دوسرے پر طعن نہ کیا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو۔

کیا شرافت، انسانیت اور تہذیب سکھائی گئی ہے۔ کسی کو ہلکا کرنے کے لئے تمسخر اور بُرے نام اسی وقت انسان کسی کو دیتا ہے جب خوبیوں میں اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ تو پھر اخلاق اور تہذیب کو مزید یوں خراب کرتا ہے کہ اس پر آوازے کستا ہے اسے بُرا بھلا کہتا ہے۔ اسلامی معاشرہ اس اخلاقی کوڑھ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

قرآن سود، شراب کو یکسر مٹاتا ہے وہ کہتا ہے سود لینے والو تم خدا اور رسول سے اعلانِ جنگ کرتے ہو۔ فرمایا شراب کو شریعت نے ام الخبائث کہا ہے اور جوئے کو شیطانی کام کہا ہے وہ بدنظری سے منع کرتا ہے۔ وہ حیا، راست بازی اور عزتِ نفس کی تلقین کرتا ہے۔ ایک مسلمان جب ان امور پر اس لئے عمل کرتا ہے کہ یہ اس کے خدا اور برگزیدہ رسول کا حکم ہے تو خدا کے ہاں ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اس کی آخرت سنورتی ہے اسے خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ اس تعلیم کو پڑھتا تو ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا تو نہ صرف یہ کہ وہ ترقی اور فلاح سے محروم رہتا ہے وہ خدا کے ہاں غضب کا مورد بھی بنتا ہے۔ لیکن ایک غیر مسلم جب قرآن کو خدا کی کتاب نہ سمجھتے ہوئے اس کی عالمگیر صداقتوں پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق ان کی ان کوششوں کا دنیوی نتیجہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے جب ایک غیر مسلم وقت پر کھیت میں ہل چلاتا ہے بیج ڈالتا ہے۔ وقت پر پانی دیتا ہے نلائی کرتا ہے۔ اور اس کے بالمقابل مسلمان نے نہ وقت پر قلبہ رانی

کی نہ بیج ڈالا نہ محنت کی نہ پانی دیا تو غیر مسلم بوجہ اس صداقت پر عمل کرنے کے کہ لیس للانسان الا ما سعٰی کھیتی سے زیادہ غلہ حاصل کرے گا۔ لیکن مسلمان بوجہ خدائی قانون کو ترک کرنے کے غیر مسلم کے مقابلہ میں غلہ کم وصول کرے گا۔ مسلمان کو اپنی کوشش کو بار آور کرنے کے لئے علاوہ محنت کے خدا سے استمداد اور دعا کا بھی حکم ہے۔ دیکھئے مامورِ زمانہ فرماتے ہیں:۔

"یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں۔ حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحانوں میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں میں دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۳ روحانی خزائن)

لیکن میں سمجھتا ہوں ماؤزے تنگ کا جواب مسلمانوں کی توجہ اس طرف مبذول کرنے کے لئے ہے کہ تم قرآن پر عمل کرو۔ جب اسے خدا کا کلام سمجھتے ہو تو پھر اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ اس پر عمل کر کے اپنی دنیا کیوں نہیں سنوارتے۔ اسی ہفتہ لاہور جاتے ہوئے مجھے ایک ریٹائرڈ .C.S.P جج کے ہمراہ سفر کا موقعہ ملا۔ انہوں نے اثنائے گفتگو کہا میرا ایک دوست کرنل چین گیا۔ جب کوئی اچھی بات وہ چین میں دیکھے یا اچھا عمل دیکھے تو وہ انہیں کہے اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ اسلام کا منشاء یہ ہے۔ قرآن اس کی تلقین کرتا ہے۔ تو ایک دن اس کے چینی دوست کہنے لگے پھر تم اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔

کنز العمال میں حدیث آتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو علم کے جانے سے پہلے علم حاصل کر لو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ قرآن کی موجودگی میں علم کیسے جاتا رہے گا۔ فرمایا علم اس طرح جاتا ہے کہ علم پر عمل کرنے والے نہیں رہتے۔ (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۰۵)

پس قرآن پر ایمان رکھنے والو اسے غور سے پڑھو اور اس پر عمل کرو کہ کب تک اغیار کے طعنے سنتے رہو گے۔ ہمیں قرآن جیسا مکمل ضابطہ حیات دیا گیا ہے۔ دوسرے اس پر عمل کر رہے ہیں اور ہم صرف اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ ایمان کیسا جو آمادہ عمل نہیں کرواتا۔ ایمان کی امام بخاری رح نے یہ تعریف کی ہے۔ دل کی تصدیق، زبان کا اقرار اور اس پر عمل۔

شادی اور جہیز

(محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ)

"اس زمانہ میں شادی بیاہ کے موقعہ پر لوگ اپنی ناک رکھنے کے لئے زیورات وغیرہ پر طاقت سے زیادہ روپیہ خرچ کر دیتے ہیں جو انجام کار ان کے لئے کسی خوشی کا موجب نہیں ہوتا کیونکہ انہیں دوسروں سے قرض لینا پڑتا ہے۔ جس کی ادائیگی انہیں مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اگر کسی کے پاس وافر روپیہ موجود ہو تو اس کے لئے شادی بیاہ پر مناسب حد تک خرچ کرنا منع نہیں۔ لیکن جس کے پاس نقد روپیہ موجود نہیں وہ اگر ناک رکھنے کے لئے قرض لے کر روپیہ خرچ کرے گا تو اس کا یہ فعل اسراف میں شامل ہوگا۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسراف کی شکلیں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص کی آمد دو چار ہزار روپیہ ماہوار ہے اور وہ پندرہ بیس روپے گز کا کپڑا پہنتا ہے۔ یا پانچ سات سوٹ تیار کرا لیتا ہے تو اس کے مالی حالات کے مطابق اسے ہم اسراف نہیں کہیں گے لیکن اگر خدا نخواستہ اس کے بیوی بچے بیمار ہو جائیں اور وہ ایسے ڈاکٹروں سے علاج کروائے جو قیمتی ادویات استعمال کروائیں اور ہزاروں میں سے پانچ سات سو روپیہ اس کا دواؤں پر ہی خرچ ہو جائے اور اس کے باوجود وہ اپنے کھانے پینے اور پہننے کے اخراجات میں کوئی کمی نہ کرے۔ تو پھر اس کا یہی فعل اسراف بن جائے گا۔ حالانکہ عام حالات میں یہ اسراف میں شامل نہیں تھا۔" (تفسیر کبیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر سورہ فرقان ص۱۵۹)

سوال۔ عورت کو جو جہیز ملتا ہے وہ کس کا حق ہے؟

جواب:۔ شادی کے موقعہ پر جو جہیز بصورت پارچات و زیورات وغیرہ لڑکی کو دیا جاتا ہے خواہ خاوند نے دیا ہو یا باپ نے لڑکی کی ملکیت ہوتا ہے۔ اور اس کے فوت ہونے پر یہ سب ترکہ حسب حکم شریعت اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ اگر متوفیہ کی کوئی اولاد نہیں تو خاوند کو کل ترکہ کا $\frac{1}{2}$۔ ماں کو باقی کا $\frac{1}{3}$ اور باقی باپ کو ملے گا۔

سوال۔ جہیز کے سامان کا کون حقدار ہوگا؟

جواب۔ جہیز اور بری کے سامان کی مالکہ عورت ہے۔ طلاق سے پہلے بھی اور طلاق کے بعد بھی کیونکہ یہ ایک تحفہ ہے جو عورت کو شادی کے موقعہ پر دیا گیا ہے۔ اس لئے عام حالات میں خاوند یہ تحفہ واپس نہیں لے سکتا۔

اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّکَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا ط (نساء آیت ۲۰)

سوال۔ حق مہر کو لڑکی کی رخصتانہ یا جہیز پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

جواب۔ مہر کی رقم لڑکی کا حق ہے۔ اس کی باقاعدہ اور صریح رضامندی کے بغیر لڑکی کا والد اپنی مرضی سے اسے کہیں خرچ نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ لڑکی کے جہیز میں بھی وہ رقم از خود خرچ نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر لڑکی واضح طور پر رضامند ہو کہ اس کے مہر کی رقم سے اس کا جہیز بنا دیا جائے تو یہ جائز ہے۔ غرض جس کا حق ہے اس کی اجازت ضروری ہے۔

سوال۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۱۱سو روپے کے زیورات شادی کے موقعہ پر عاریۃً دیئے۔ مہر ایک ہزار مقرر ہوا تھا۔ بعد ازاں بیوی کے مطالبہ پر زیورات مہر میں وضع ہو گئے اور بقیہ رقم معاف کر دی گئی۔ کیا پھر بھی مطالبہ مہر قائم رہ سکتا ہے؟

جواب۔ اگر یہ ثبوت موجود ہے کہ زیورات تحفے کے طور پر نہیں دیئے گئے تھے بلکہ یونہی دکھاوے کے طور پر پہنائے گئے تھے۔ اور لڑکی کو اس کا علم تھا تو وہ زیور لڑکی کی ملکیت شمار نہ ہوں گے۔ اور اس کو واپس ہوں گے جو ان زیورات کا اصل مالک ہے۔ اسی طرح اگر ثبوت موجود ہے کہ بیوی نے مہر کے عوض زیورات لے لئے تھے اور قضاء اس ثبوت کو تسلیم کر لے تو مہر ادا شدہ سمجھا جائے گا۔

اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دو اقتباسات بھی پیش خدمت ہیں فرمایا:۔

"جس چیز کو شریعت نے مقرر کیا ہے وہ ایسی ہے کہ مرد عورت کو کچھ دے۔ عورت اپنے ساتھ کچھ لائے یہ ضروری نہیں۔ اگر کوئی اس کے لئے مجبور کرتا ہے تو وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ ہاں اگر اس کے والدین اپنی خواہش سے کچھ دیتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ ہاں لڑکے والے نہ دیں گے تو ناجائز ہو گا شریعت نے مرد کے لئے عورت کا مہر مقرر کرنا ضروری رکھا ہے۔ اسی طرح جو یہ کہے کہ جو جہیز نہیں دیتا وہ غلطی کرتا ہے اور جہیز ضرور دینا چاہیئے۔ وہ بھی بدعت پھیلانے والوں میں سے ہے۔" (الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۳۰ء)

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:۔

"اس میں شبہ نہیں کہ نہ صرف جہیز بلکہ بری بھی بری چیز ہے۔ اپنی استطاعت کے مطابق جہیز دینا تو پھر بھی ثابت ہے لیکن بری کا اس رنگ میں جیسا کہ اب مروج ہے۔ مجھے اب تک کوئی حوالہ نہیں ملا۔"

(ماخوذ از خطبات النکاح)

ناقابلِ فراموش

(۱)

سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں ایک بار حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کچھ تحریر فرما رہے تھے۔ کاغذ ٹھیک کرنے کے لئے آپ نے پن طلب فرمایا۔ آپ کے پن کشن میں سے ایک پن نکال کر میں نے آپ کی خدمت میں اس طرح پیش کیا کہ پن کا موٹا سرا میری دو انگلیوں میں تھا اور نوک حضرت میاں صاحب کی طرف۔ آپ نے فرمایا اس طرح نہیں دیا کرتے۔ میرے ہاتھ سے پن لے کر اس طرح میری طرف کیا کہ باریک نوک آپ کی دو انگلیوں کے درمیان تھی اور اس کا سرا میری طرف۔ احادیث میں آیا ہے کہ کسی کو ننگی تلوار نہ دینی چاہیئے۔ ائمہ نے باب باندھے ہیں۔ باب النھی عن تعاطی السیف مسلولاً کہ تلوار سونتی ہوئی نہیں پکڑانی چاہیئے کہ بعض اوقات دوسرے آدمی کو اذیت پہنچ جاتی ہے۔

(۲)

گرمیوں کا موسم تھا ایک شام مغرب کی نماز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں مسجد مبارک کی چھت پر ادا کی۔ ان دنوں حضور نماز مغرب کے بعد مجلس علم و عرفان میں فروکش ہوتے تھے۔ کسی بچے نے پرے دو کانوں کی چھت پر بلند آواز سے کہا قرآن کی قسم۔ حضور نے ناراضگی کے لہجے میں فرمایا۔ اس بچے کو کسی نے بتایا نہیں کہ غیر اللہ کی قسم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(۳)

یہ غالباً ۱۹۴۲ء کی بات ہے۔ ہم نے مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ انشاء کے پرچہ میں جن عناوین پر مضمون لکھنا تھا ان میں سے ایک مضمون الدعایۃ بھی تھا جس کے معنی ہیں پروپیگنڈا۔ ہمارے ایک ہم جماعت نے الدعایۃ یعنی دعا سمجھ کر مضمون لکھ دیا۔ پرچہ حل کرنے کے بعد باہر آئے طلباء نے باہم پرچے کے متعلق پوچھنا شروع کیا۔ جب اس طالب علم سے بات ہوئی تو اس نے بتلایا کہ میں نے دعا پر مضمون لکھا ہے (انہوں نے اس پر لکھا تھا) طلباء نے کہا یہ عنوان تھا کہاں؟ تو اس نے کہا الدعایۃ عنوان نہیں تھا؟ اسے بتایا گیا کہ اس کے معنے تو پروپیگنڈا ہے تب طالب علم کو سخت صدمہ ہوا۔ اور سیدھا مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پہنچا۔ میں بھی دعا کے لئے گیا تو یہ بلک بلک کر رو کر دعا کر رہے تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا میں نے دعا بھی کی ہے اور اللہ تعالیٰ

سے منت بھی مانی ہے۔ جب نتیجہ نکلا تو یہ عزیز کامیاب تھے۔ انہوں نے پروپیگنڈا کی بجائے دعا پر مضمون لکھ دیا تھا سچ ہے سے

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے ✧ اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

(۴۷)

کمالیہ کے قریب ایک گاؤں میں جماعت احمدیہ کا جلسہ تھا۔ اس موقعہ پر پولیس بھی موجود تھی اور سب انسپکٹر خود بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک ہی بیٹھک میں پولیس اور مقررین کا قیام تھا۔ گرمیوں کے دن تھے سب انسپکٹر صاحب نے وردی اتار دی۔ دھوتی نکالی تو دھوتی سیاہ رنگ کی تھی اور درمیان میں سے سلی ہوئی تھی۔ جب دھوتی درمیان سے بوسیدہ ہو جائے تو کناروں کو سی لیتے ہیں اور وسط کا حصہ کناروں کی طرف چلا جاتا ہے اور مزید کچھ دیر دھوتی استعمال کی جا سکتی ہے۔ میں نے تھانیدار صاحب کو کہا چوہدری صاحب یہ کیا ترکِ دنیا ہے! انہوں نے کہا مولوی صاحب تنخواہ میں گزارہ کرنا ہوتا ہے۔ اب روزی حلال کی ہے۔ میں نے کہا چوہدری صاحب اس زہد کا کیا سبب ہوا؟ انہوں نے کہا ایک بار میں تفتیش کے لئے ایک گاؤں گیا وہاں ایک گائے چوری ہو گئی تھی میراثی پر شبہ تھا۔ میں نے نماز پڑھنے کیلئے مسجد کی جانب گیا۔ تو راستہ میں ایک بچی رو رہی تھی۔ میرے سپاہی کھڑے تھے۔ میں نے بچی کے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ میراثی کی بچی ہے۔ اس کے کانوں کی وہ بالیاں اتار کر ہمیں دے رہا ہے اور یہ رو رہی ہے۔ کہ میری بالیاں نہ اتارو۔ تھانیدار صاحب کہنے لگے میرے دل پر ایک چوٹ لگی اور میرے ضمیر نے کہا ظالم پتہ نہیں کتنی بچیوں کے تو نے کان نوچے ہیں اور میں نے اس وقت سے رشوت سے توبہ کر لی۔

مبارک ہوتے ہیں ایسے لمحات اور ایسے سبق جو انسان کو راہِ راست پر ڈال دیتے ہیں ؞

تقرر قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کو ۳۱ فتح/دسمبر ۱۳۵۵ ہش ۱۹۷۶ء تک کے لئے قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اور دین کی خدمت کی توفیق بخشے آمین

(سیکرٹری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) مکرم محترم مولوی صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

جب سے رسالہ انصار اللہ آپ کی زیر ادارت طبع ہونا شروع ہوا ہے اس کے مضامین میں ایک دلکش تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ آپ کا ایک خاص اسلوب تحریر و تقریر ہے جس میں عشقِ رسول و محبت صحابہ کا جذبہ غالب ہوتا ہے۔ انصار اللہ کے مضامین میں اسی جذبہ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں جو لطف دیتی ہیں۔ بعض دفعہ تو پڑھتے پڑھتے اس اسلوب بیان سے اس عاجز پر کیفی طاری ہو جاتی ہے اور بے اختیار آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را ٭ گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ان چیزوں کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

عاجز عبدالجلیل عشرت

(۲) محترم و معظم حضرت سیف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

جلسہ سالانہ کی ہر پہلو سے کامیابی قادر کریم کی رحمتوں، فضلوں اور عظیم نصرتوں کی وجہ آفرین تجلی تھی فالحمد للہ ثم الحمد للہ بہت بہت مبارک ہو۔ اور جملہ بزرگان کرام کے خطاب ربِ کریم سے تائید یافتہ تھے۔ بارکہم اللہ تعالیٰ

والسلام

طالب دعا۔ نامر علی جھنگ صدر برجی والا

(۳) مولانا غلام باری صاحب سیف مدیر انصار اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

یہ رسالہ آج میں نے جناب علی بن عبدالقادر صاحب ایڈووکیٹ کے دفتر میں پڑھا بہت پسند آیا۔ جو ذکر شہادت حسین بیان فرمایا۔ ایسا ذکر کہیں نہیں سنا۔ یہ رسالہ سائل کے پتہ مندرجہ پر بھیج کر ممنون فرمائیں۔ یہ رسالہ میں دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دونگا تاکہ بصیرت افروز بیان ذہن نشین ہو۔

نائب صوبیدار ریٹائرڈ غلام محمد آنریری ریکروٹر دائرہ دین پناہ وارڈ ۳۲ ضلع مظفر گڑھ

جماعت احمدیہ اسلام آباد کی تعزیتی قرارداد

جماعت احمدیہ اسلام آباد کا غیر معمولی اجلاس زیر صدارت مکرم شیخ عبد الوہاب صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ۲؍ جنوری ۱۹۷۶ء بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے سے پاس کیا گیا۔

جماعت احمدیہ اسلام آباد اپنے امیر محترم چوہدری عبد الحق صاحب ورک کی اچانک وفات پر انتہائی دکھ اور رنج کا اظہار کرتی ہے۔ چوہدری صاحب مرحوم نے مقامی جماعت میں امارت کے قیام سے وفات تک دل کے عارضہ کے باوجود دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے فرائض پوری تندہی اور جانفشانی سے ادا کئے۔ ورک صاحب مرحوم امیر کے علاوہ ناظم ضلع انصار اللہ اور صدر مجلس موصیان بھی تھے۔ مرحوم کی وفات سے مقامی جماعت میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے پُر فرمائے نعم البدل عطا کرے اور جماعت احمدیہ اسلام آباد کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

اجلاس مرحوم کے پسماندگان سے بھی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی محترمہ والدہ۔ بیوہ۔ اور تمام بچوں کا خود ہی محافظ ہو۔ صبر و جمیل عطا کرے اور خود ہی ان سب کا کفیل ہو آمین ثم آمین۔

رپورٹ کارگزاری انصار اللہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثر مجالس انصار اللہ میں دینی کام جاری رہتا ہے اور مرکز کے سالانہ لائحہ عمل پر عمل کیا جاتا ہے مگر بعض مجالس ایسی ہیں جو اس کام کی رپورٹ اور اپنی مساعی کی اطلاع مرکز میں نہیں بھجواتیں۔ اور اس طرح پروگرام کا ایک حصہ تشنہ رہتا ہے۔ نئے سال میں مجالس اس بات کا عزم کریں کہ وہ ہر ماہ کی رپورٹ کارگزاری مرکز کے مطبوعہ فارم پر ہر ماہ کی دس تاریخ تک مرکز میں بھجوا دیا کریں گی۔ اللہ تعالیٰ سب مجالس کو اس کی توفیق عطا کرے آمین۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

ملاحت ہے عجب اس دلستاں میں   ہوئے بدنام ہم اس سے جہاں میں
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں   نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں
ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی   فسبحان الذی اخزی الاعادی
کروں کیونکر ادا میں شکر باری   فدا ہو اس کی رہ میں عمر ساری
مرے سر پر ہے منت اس کی بھاری   چلی اس ہاتھ سے کشتی ہماری
مری بگڑی ہوئی اس نے بنا دی   فسبحان الذی اخزی الاعادی
تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے   کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے   چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے

ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا   ترے در کے ہوئے اور تجھ کو جانا
ہمیں اس ہے تری درگہ پہ آنا   مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی   فسبحان الذی اخزی الاعادی

درثمین

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -